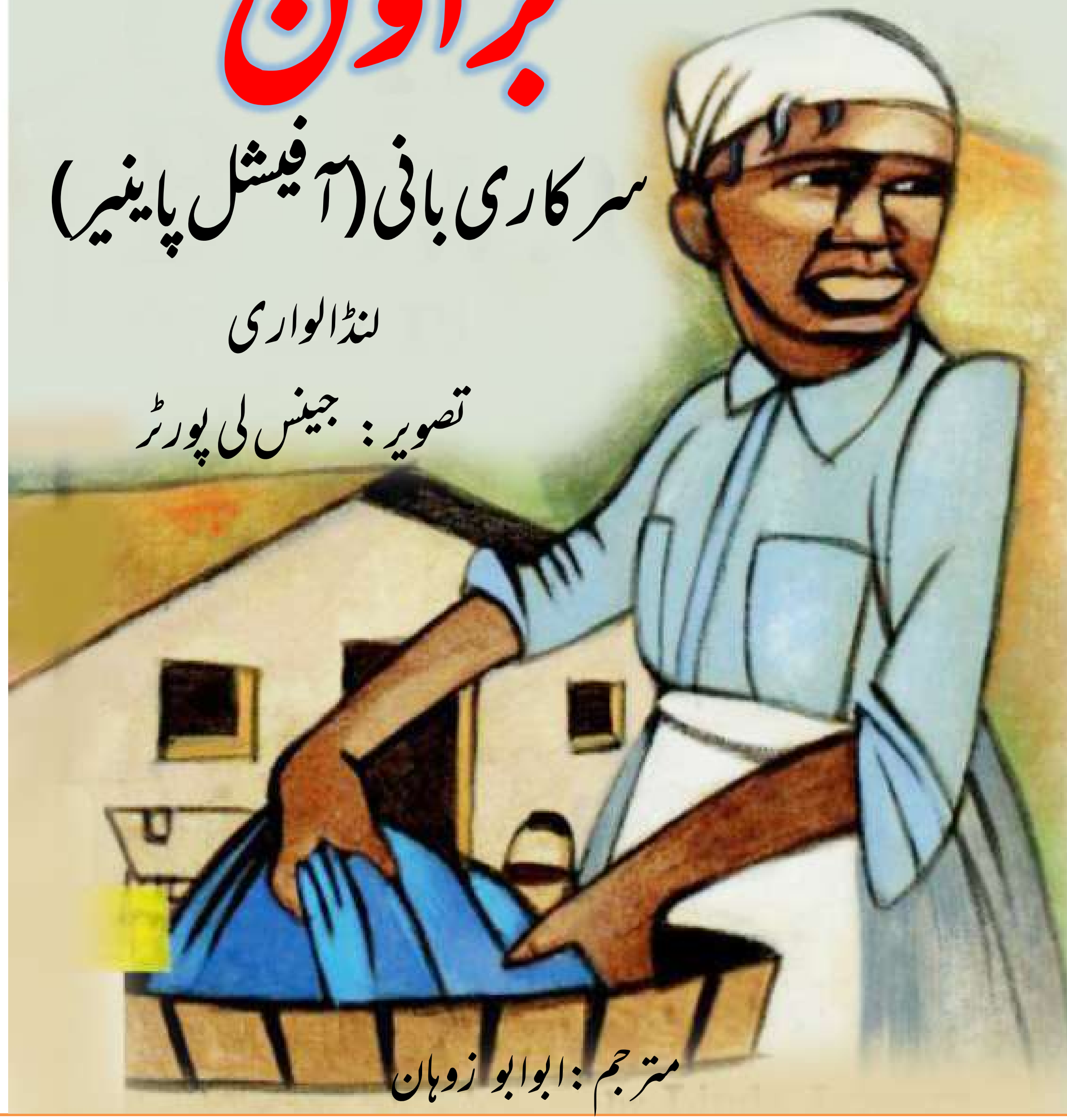
آنٹی کلارا براؤن

سرکاری بانی (آفیشل پاینیر)

لنڈالواری

تصویر : جینس لی پورٹر



مترجم : ابوابو زوہان

سینٹ لوئس ، مسوری

1859

ارا براؤن خشک مچھلی کے ڈرموں کے پاس سے گزری ۔

وہ روئی کی گانٹھوں کے گرد سے قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھی ۔

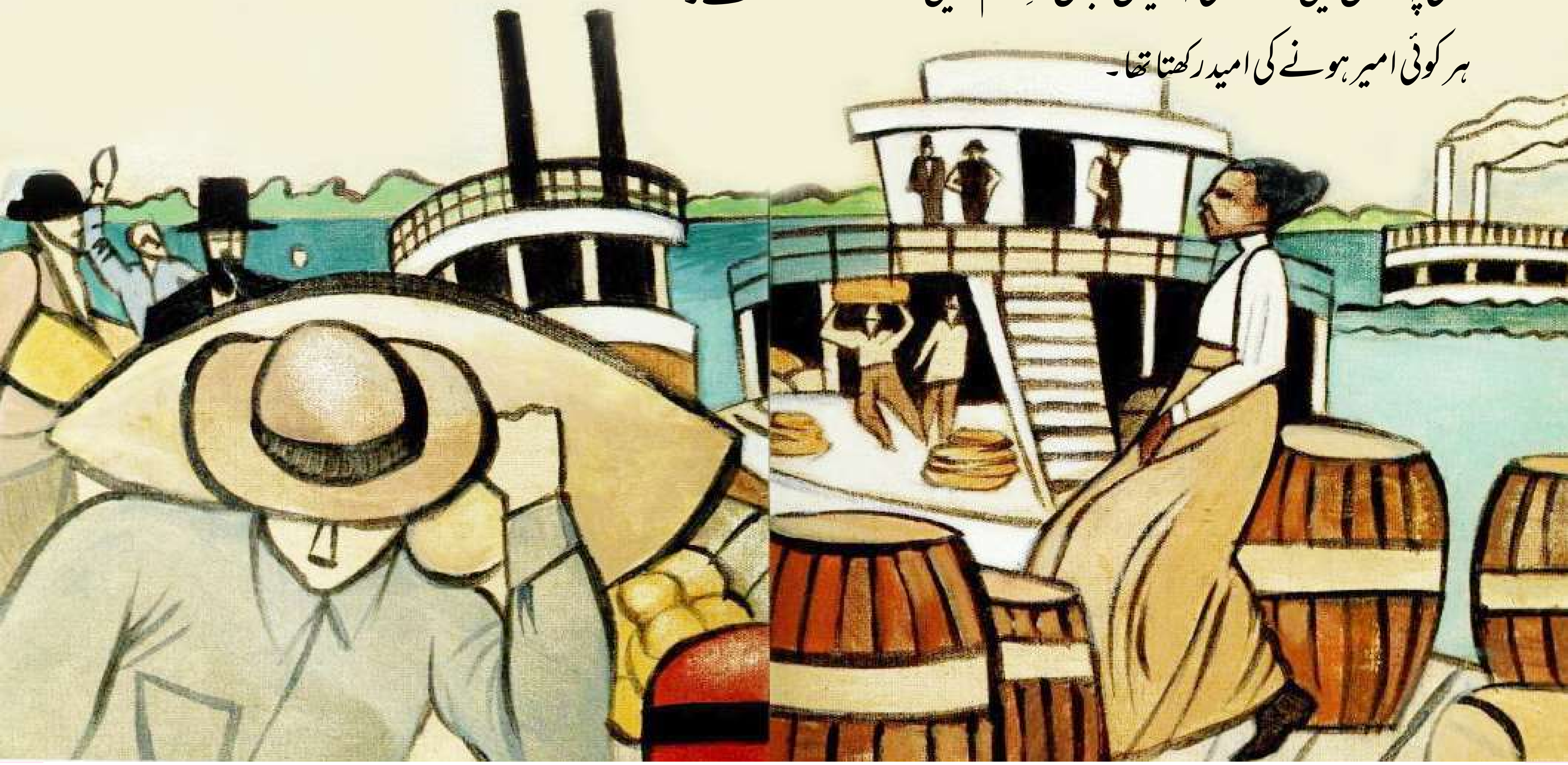
ہر طرف مرد کشتیوں سے تھیلے اور بکسے گودی (ڈاک) پر پھینک رہے تھے ۔

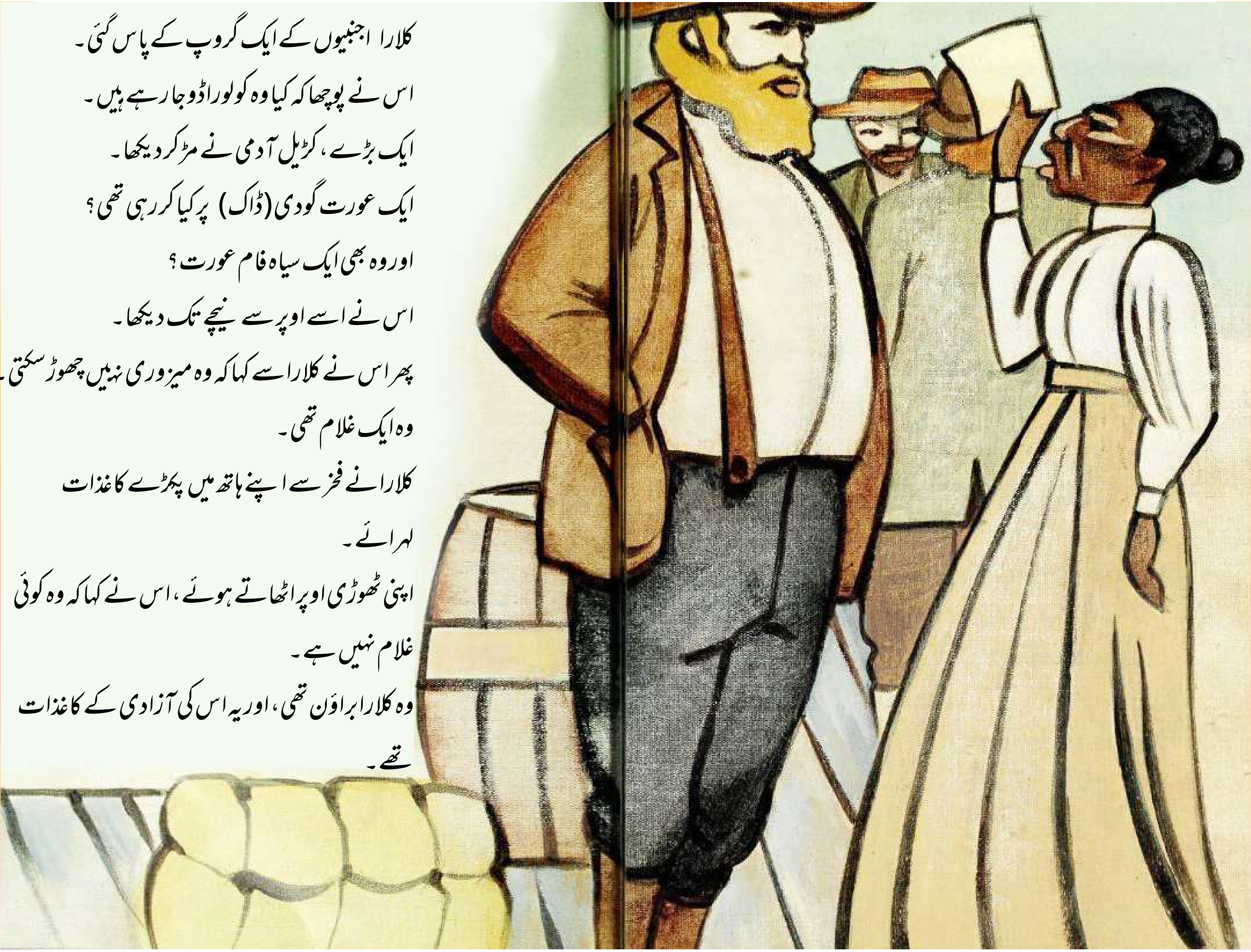
وہ اپنا تمام سامان دریائے مسیسیپی کے ذریعے سینٹ لوئس لے آئے تھے ۔

جلد ہی وہ اپنی ڈھکی ہوئی گاڑیوں میں سامان لاد کر مغرب کی طرف روانہ ہونے والے تھے ۔

راکی پہاڑوں میں سونے کی کہانیاں زبان زدِ عام تھیں ۔

ہر کوئی امیر ہونے کی امید رکھتا تھا ۔





کلارا اجنبیوں کے ایک گروپ کے پاس گئی۔
اس نے پوچھا کہ کیا وہ کولوراڈو جا رہے ہیں۔
ایک بڑے، کرخت آدمی نے مڑ کر دیکھا۔
ایک عورت گودی (ڈاک) پر کیا کر رہی تھی؟
اور وہ بھی ایک سیاہ فام عورت؟
اس نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔
پھر اس نے کلارا سے کہا کہ وہ میزوری نہیں چھوڑ سکتی۔
وہ ایک غلام تھی۔
کلارا نے فخر سے اپنے ہاتھ میں پکڑے کاغذات لہرائے۔
اپنی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے ہوئے، اس نے کہا کہ وہ کوئی غلام نہیں ہے۔
وہ کلارا براؤن تھی، اور یہ اس کی آزادی کے کاغذات تھے۔



گروپ کے انچارج آدمی نے کلارا کی طرف قدم بڑھایا۔
"میرا نام کرنل واڈس ورتھ ہے،" اس نے کہا۔
عین اسی وقت اور اسی جگہ، کلارا براؤن جان گئی کہ وہ
مغرب کی طرف جا رہی ہے۔

اُن مردوں نے کلارا کو گھور کر دیکھا۔
1859 میں، بہت کم غلاموں کو آزادی ملی تھی۔
لیکن جب کلارا کے آخری مالک کا انتقال ہوا،
تو کلارا نے اپنی آزادی خود خریدی۔
اس میں بہت زیادہ پیسہ
اور بہت زیادہ محنت لگی تھی۔
لیکن 57 سالہ کلارا اب ایک آزاد عورت تھی۔
کلارا نے ان مردوں کو بتایا کہ وہ
کولوراڈو جانے کے لیے پیسے نہیں دے سکتی۔
لیکن وہ ان کے لیے کام کرے گی۔
یہ مرد کھانا پکانے یا کپڑے دھونے کے بجائے
امیر ہونے کے بارے میں سوچنے میں
زیادہ مصروف لگ رہے تھے۔
کلارا نے کہا کہ وہ ان کا کھانا پکائے گی
اور ان کی قمیصیں دھوئے گی۔
مردوں کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

کلارا جلدی سے گھر پہنچی تا کہ اپنا کپڑے دھونے کا ٹب اور بوائلر پیک کر سکے۔

اس کی بہترین دوست، بیکی جانسن نے اس کی مدد کی۔

بیکی کلارا کے لیے بہت پر جوش تھی۔

سونا نکالنے والے کان کن مغرب میں امیر ہو رہے تھے۔

کیا کلارا بھی امیر ہو جائے گی؟

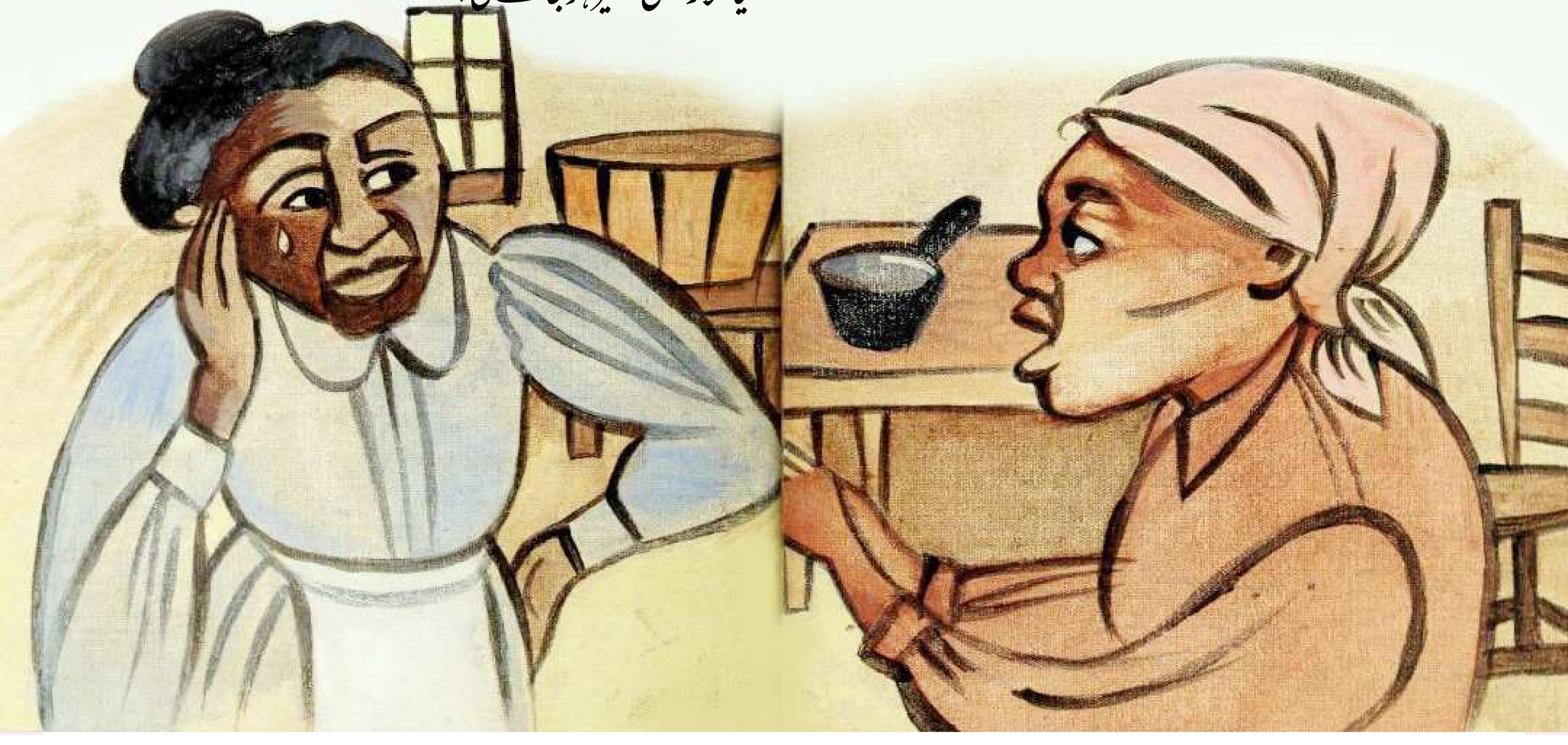
اچانک کلارا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

امیر ہونا اچھا ہو گا۔

لیکن وہ واقعی کسی دوسری وجہ سے کولوراڈو جا رہی تھی۔

اسے امید تھی کہ اس کی بیٹی ایلیزا جین وہاں ہو گی۔

کلارا صرف ایک بار پھر اس کا پیارا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی۔



کلارا کو کئی بار بہت سے مختلف غلام مالکان کے ہاتھوں فروخت کیا گیا تھا۔

وہ ورجینیا، کینٹکی، کینساس اور میسوری میں رہ چکی تھی۔

پچیس سال پہلے، کینٹکی کے مالک نے ایلیزا جین کو بیچ دیا تھا۔

وہ صرف 10 سال کی تھی۔

کلارا نے اسے پھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

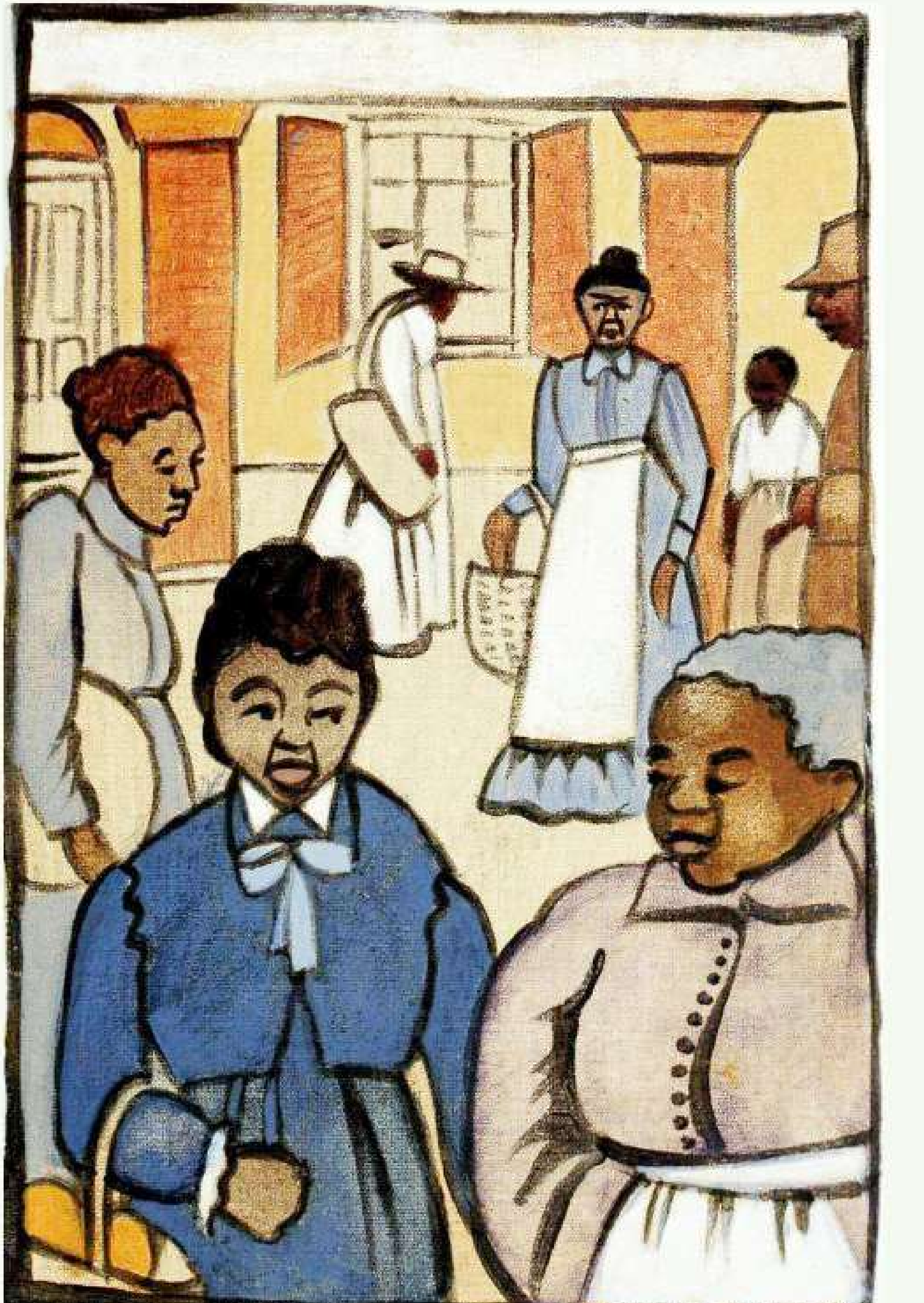
جس لمحے کلارا 1856 میں آزاد ہوئی، اس نے ایلیزا کی تلاش شروع کر دی تھی۔

وہ جس سے بھی ملتی، اس سے پوچھتی کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔

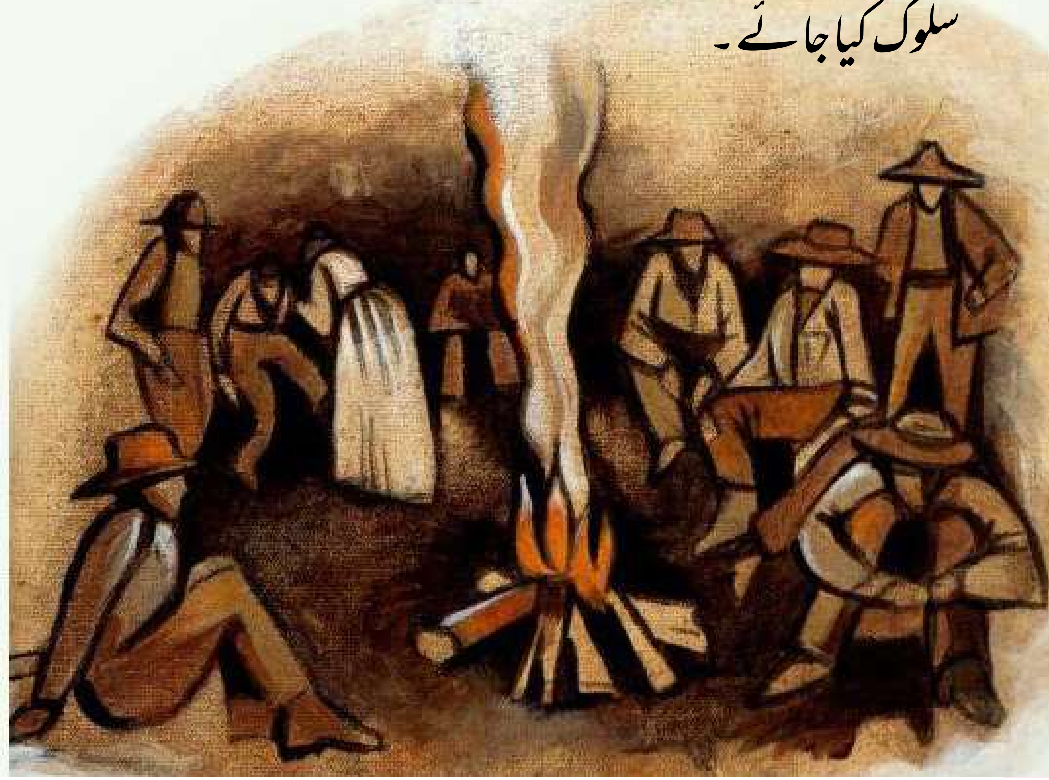
وہ وہاں سے گزرنے والے لوگوں کے چہروں کو دیکھتی، اس امید میں کہ شاید وہ نظر آ جائے۔

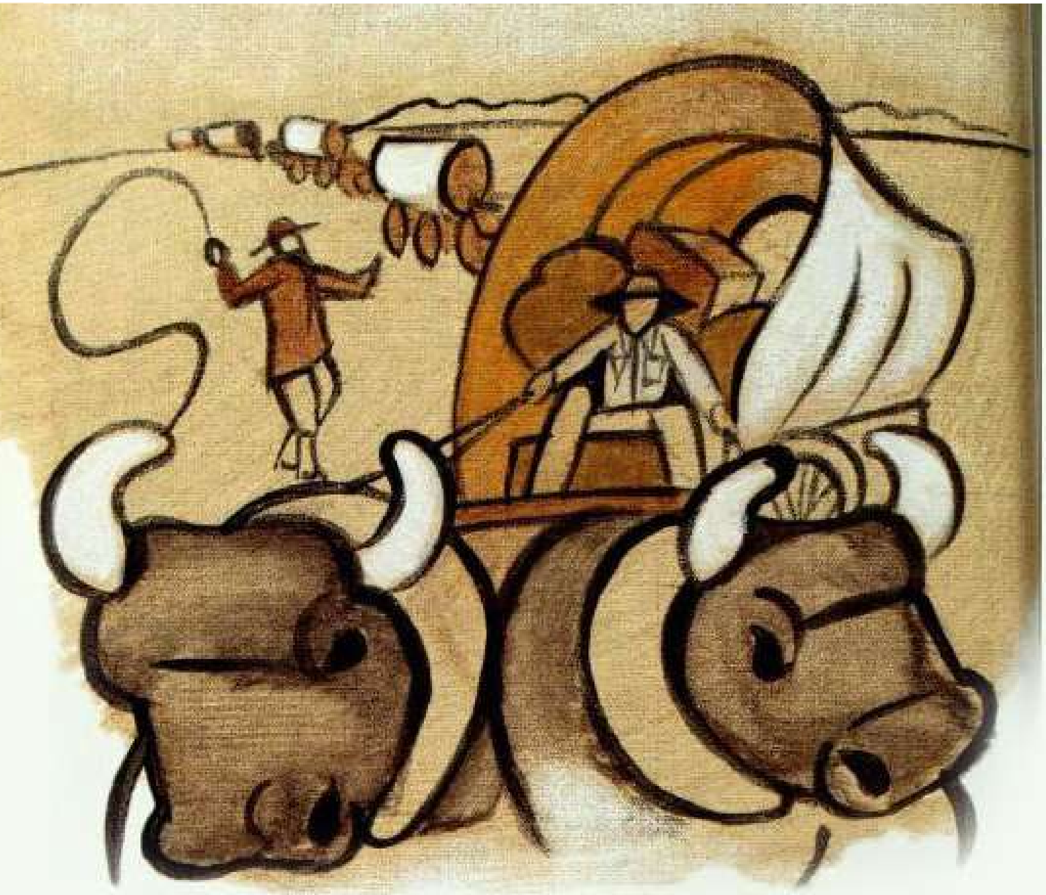
اسی لیے کلارا مغرب کی طرف جا رہی تھی۔

اس نے سوچا کہ شاید ایلیزا کے مالک اسے وہاں لے گئے ہوں۔



زیادہ تر مرد اکیلے آئے تھے۔
کچھ اپنی بیویوں کو ساتھ لائے تھے۔
کلارا سب کا خیال رکھتی تھی۔
ہر روز، وہ کیمپ فائر پر کھانا پکاتی تھی۔
وہ بھینس کے گوشت کو خشک کر کے "جرکی" (jerky) بنانے کے لیے لٹکا دیتی تھی۔
جب لوگ بیمار ہوتے، تو کلارا چائے اور جڑی بوٹیوں سے ان کی تیمارداری کرتی تھی۔
پھر بھی، مردوں کو یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کلارا کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے۔





اگلی صبح، بلند و بالا آوازوں اور بیلوں کے ہانپنے کے ساتھ، گاڑیوں کا قافلہ روانہ ہوا۔
ہر گاڑی سامان سے لدی ہوئی تھی۔
وہاں کان کنی کے لیے بھاری اوزار تھے۔
وہاں آٹے اور چاول کے تھیلے، سیبوں کی ٹوکریاں اور چائے کے ڈبے موجود تھے۔

جون 1859 میں، گاڑیوں کا قافلہ ڈینور، کولوراڈو پہنچ گیا۔
کلارا تھک گئی تھی، لیکن بہت خوش تھی۔
یہاں کولوراڈو میں، وہ اپنے لیے ایک نئی زندگی کا آغاز کرے گی۔



اسے ویگنوں میں سواری کرنے کی اجازت نہیں تھی۔
ہر روز، وہ بیلوں کے ساتھ پیدل چلتی تھی۔
رات کو، مرد اس بات پر بحث کرتے کہ کیا غلاموں کو آزاد ہونا چاہیے؟
وہ اس بات پر بحث کرتے کہ کلارا کو کہاں سونا چاہیے۔
کیا اسے دوسری عورتوں کے ساتھ ویگنوں میں سونا چاہیے؟
یا اسے باہر مویشیوں کے ساتھ سونا چاہیے؟
ان مردوں کو معلوم نہیں تھا کہ کلارا کی ماں چیروکی انڈین (CherokeeIndian) تھی۔
اگر انہیں معلوم ہوتا، تو یہ کلارا کے لیے مزید برا ہوتا۔
آخر کار کلارا ایک ویگن کے نیچے زمین پر سونے لگی۔
وہ 680 میل پیدل چلی۔

کلارا کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ ایک پرائیویٹ کوچ کو برداشت کر سکے۔

لیکن اس نے بہانہ بنایا کہ وہ ڈرائیور کی نوکرانی ہے۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس نے سواری کے لیے ڈرائیور کو ادائیگی کی تھی۔

وہ قانون توڑ رہی تھی۔

وہ جیل جا سکتی تھی۔

خوش قسمتی سے، کلارا اور اس کا لانڈری ٹب بحفاظت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

سینٹرل سٹی، کولوراڈو

1859

ڈینور سونے کی افواہوں سے گونج رہا تھا۔

لوگ کہتے تھے کہ سینٹرل سٹی سونے کی سرزمین کا مرکز ہے۔

لیکن ڈینور، سینٹرل سٹی سے بہت دور تھا۔

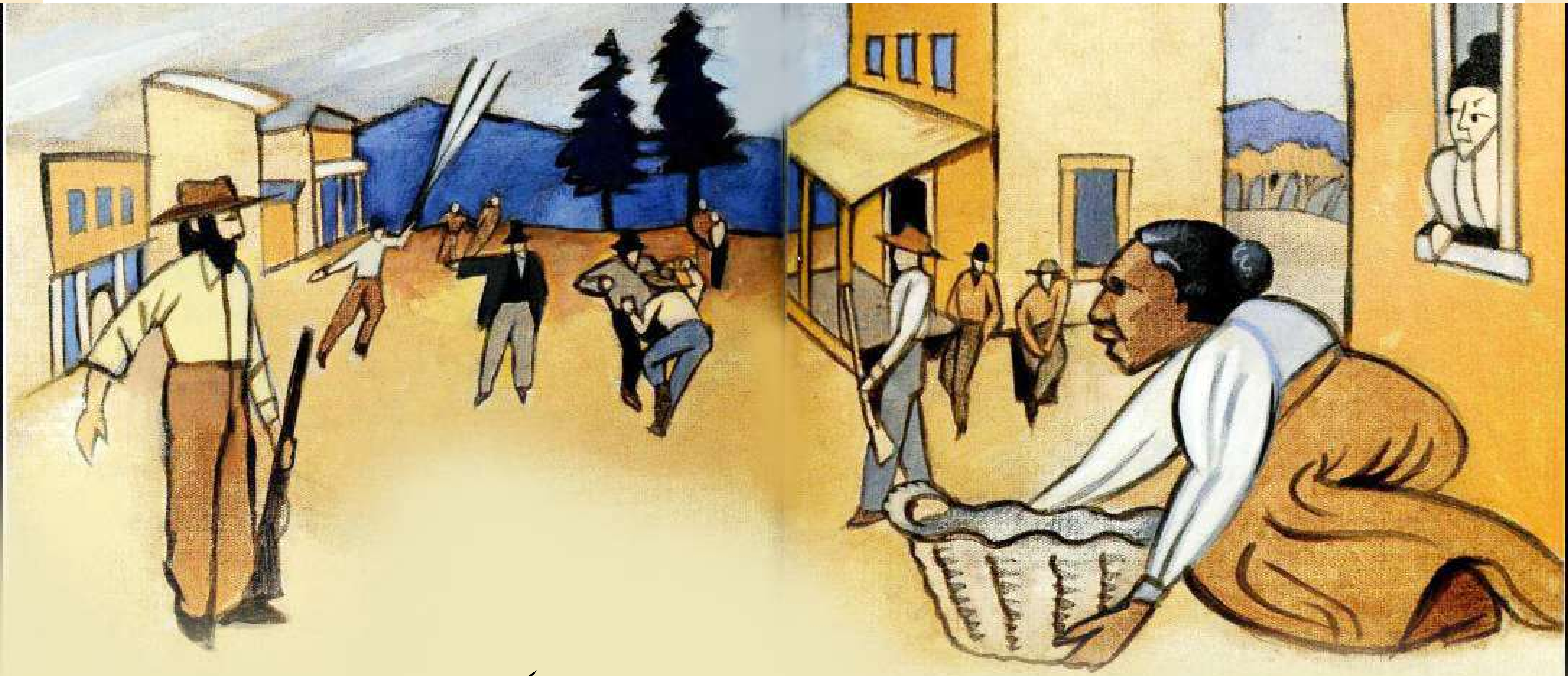
یہ خطرناک پہاڑی راستوں پر 40 میل کا دو ہفتوں کا سفر تھا۔

وہاں جانے کا واحد راستہ کوچ (بگھی) کے ذریعے تھا۔

تاہم، سیاہ فام لوگوں کو عوامی کوچز میں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔







سینٹ لوئس کی بندرگاہ پر بہت بھیڑ اور شور شرابہ تھا۔
لیکن سینٹرل سٹی، کولوراڈو کے مقابلے میں وہ جگہ بالکل
پُرسکون تھی۔
کان کنوں کے پاس بندوقیں تھیں۔
سڑکوں کے کونوں پر لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے
تھے۔

چیخ و پکار اور فائرنگ کے باعث رات کو سونا مشکل تھا۔
ایسا لگتا تھا کہ سونا ملنے کی وجہ سے لوگ تھوڑے پاگل ہو گئے ہیں۔
پھر بھی، کلارا وہاں پہنچ کر اتنی خوش تھی کہ اس نے چند ہی دنوں
میں اپنی دکان کھول لی۔

کلارا کی لانڈری کولوراڈو میں پہلی (لانڈری) تھی ۔

غلامی میں برسوں کام کرنے کے بعد، کلارا ایک بہترین دھوبن بن چکی تھی ۔

سونے کی کانوں میں کام کرنے والے مزدور جوق درجوق اس کی لانڈری پر آتے تھے ۔

جلد ہی وہ ایک قمیض کے 50 سینٹ کما رہی تھی ۔

اس وقت کے لحاظ سے یہ بہت بڑی رقم تھی ۔

1859 میں، 50 سینٹ سے روٹی کے پانچ ٹکڑے (لوف) خریدے جا سکتے تھے ۔

کلارا نے جلد ہی یہ سیکھ لیا کہ اپنی رقم سے مزید رقم کیسے کمائی جائے ۔

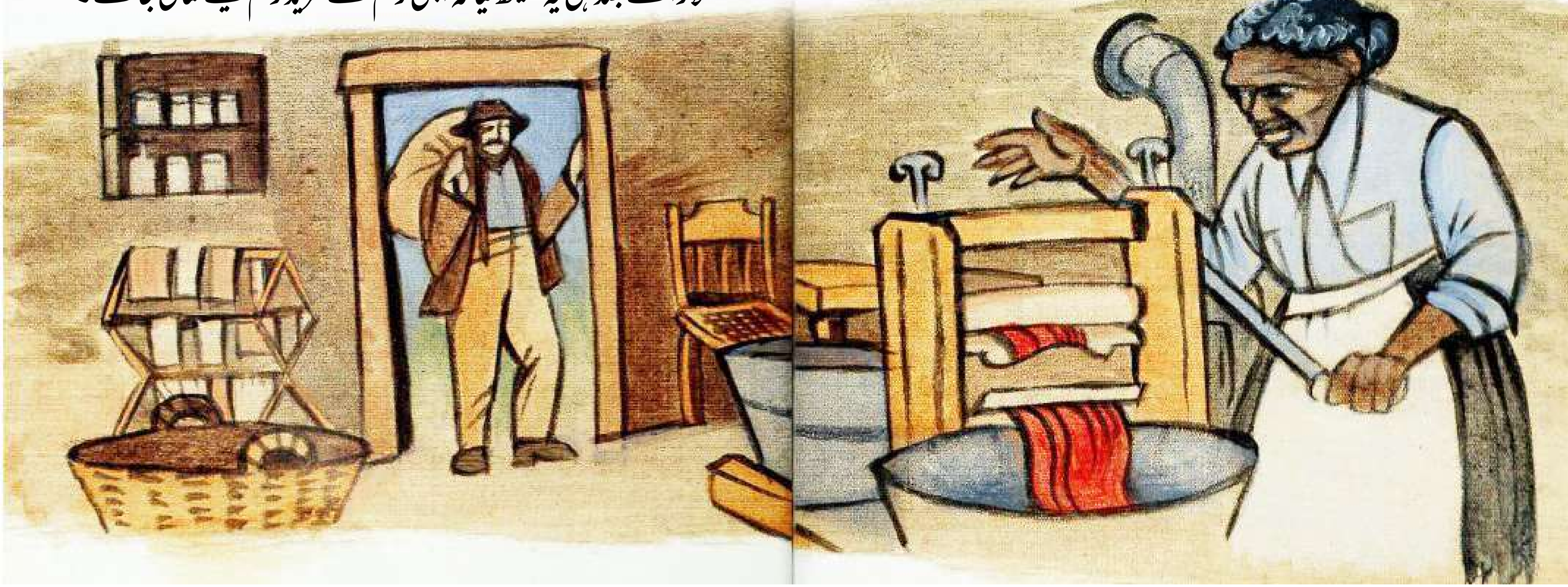
اس نے ڈینور، بولڈر اور ایڈاہو اسپرنگس، کولوراڈو میں زمین خریدی ۔

اس نے سینٹرل سٹی میں سات مکانات خریدے ۔

چند سالوں میں، اس کے پاس زمین اور نقدی کی صورت میں 10,000 ڈالر جمع ہو گئے تھے ۔

کلارا براؤن امیر ہو چکی تھی ۔

پھر بھی، وہ ہر روز ایلیزا جین کی خبر کا انتظار کرتی تھی ۔



سینٹرل سٹی میں کسی کے پاس کوئی خبر نہیں تھی۔

کلارا کی سہیلی بیکی کے پاس بھی کوئی خبر نہیں تھی۔

دنیا بھر کی دولت کلارا کو وہ چیز نہیں دے سکتی تھی جس کی اسے سب سے زیادہ خواہش تھی—اپنی بیٹی کو دوبارہ دیکھنا۔

جب کلارا کولوراڈو میں رہ رہی تھی، خانہ جنگی(Civil(War شروع ہوگئی۔

جنوبی ریاستوں کے لوگ نہیں چاہتے تھے کہ غلام آزاد ہوں۔

شمالی ریاستوں کے لوگ چاہتے تھے کہ غلامی کا خاتمہ ہو۔

سپاہی چار سال تک لڑے۔

1865 میں جنگ ختم ہوگئی۔

اس کے فوراً بعد تمام غلاموں کو آزاد کر دیا گیا۔

کلارا نے ایک بار پھر اپنی بیٹی کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا۔



وہ کینٹکی جائے گی۔

یہی وہ جگہ تھی جہاں ایلیزا جین غلامی میں پیدا ہوئی تھی۔

یہی وہ جگہ تھی جہاں کلارا کو اپنی یبٹی کے ہونے کی امید تھی۔



کینٹکی 1866

کلارا نے اپنی لانڈری بند کر دی اور کینٹکی کا طویل سفر طے کر کے واپس چلی گئی۔

جب وہ وہاں پہنچی تو سب کچھ بدل چکا تھا۔

خانہ جنگی نے گھروں اور خاندانوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

بہت سے بڑے باغات (پلانٹیشنز) ختم ہو چکے تھے۔

وہ لوگ جو غلام رہ چکے تھے، انہیں کچھ اندازہ نہیں تھا کہ کام کہاں تلاش کریں۔

ان کے پاس نہ گھر تھے اور نہ ہی پیسے تھے۔

ان میں سے کچھ لوگ کیمپوں میں رہ رہے تھے، اور سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے۔

کلارا کئی آزاد شدہ غلاموں سے ملی۔

اس نے ان سب سے پوچھا کہ کیا وہ ایلیزا جین نامی عورت کو جانتے ہیں۔

اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کیا۔

وہ ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ گئی۔

ایسا لگتا تھا کہ کوئی بھی اس کی بیٹی کو نہیں جانتا۔



کلارا نے خود کو تنہا اور بے بس محسوس کیا۔

جب ایلیزا کی کوئی خبر نہ ملی تو اس کا دل بار بار ٹوٹا۔

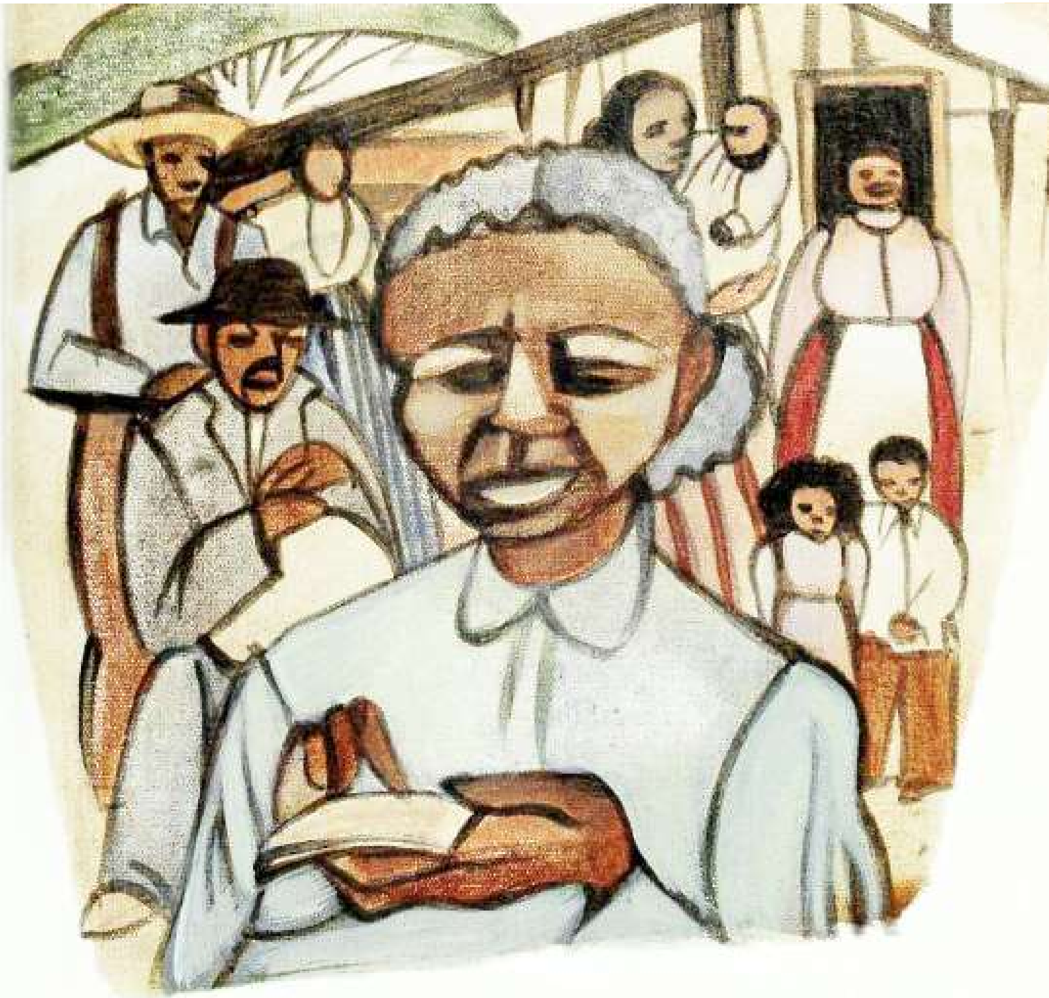
اپنی تمام زندگی میں، کلارا کا یہ ایمان تھا کہ مشکل وقت میں خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

چنانچہ اس نے خدا سے دعا کی کہ وہ اسے بتائے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

اس کی دعاؤں نے اسے ایک بالکل نیا خاندان شروع کرنے کا اشارہ دیا۔

یہ ان لوگوں کا خاندان ہوگا جو کلارا اور ایلیزا جیسے تھے۔

وہ ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے والدین یا اپنے بچوں کو تلاش نہیں کر پا رہے تھے۔



کلارا نے اپنے پیسے گنے۔

اس کے پاس اتنی رقم تھی کہ وہ 26 نئے آزاد ہونے والے غلاموں کو اپنے ساتھ واپس کولوراڈو لا سکے۔

کچھ رشتہ دار تھے۔

زیادہ تر اجنبی تھے۔



کلارا کی قیادت میں، اس کا نیا "خاندان" چھکڑوں کے ایک قافلے (wagontrain) میں مغرب کی طرف روانہ ہوا۔

اس بار، ہر ایک کا کرایہ ادا کر دیا گیا تھا اور وہ چھکڑوں میں سوار ہو کر گئے۔

کوئی بھی پیدل نہیں چلا۔

1860 میں، پورے ڈینور میں صرف 23 سیاہ فام لوگ تھے۔

صرف چھ سال بعد، کلارا اپنے 26 افراد کے "خاندان" کے ساتھ گھر واپس آئی۔

آزاد شدہ غلاموں کی خبریں سرخیوں میں رہیں۔

اخبارات نے بتایا کہ وہ گاتے اور ناچتے ہوئے کولوراڈو پہنچے ہیں۔

کلارا نے ہر فرد کو ایک گھر یا زمین کا ایک ٹکڑا دیا۔

اس نے انہیں اپنا کاروبار شروع کرنے کا طریقہ سکھایا۔

بدلے میں، ان لوگوں نے ایلیزا جین کے بارے میں خبر پھیلائی۔



چند ہی سالوں میں، کلارا کی دولت ختم ہو گئی۔
کچھ بد دیانت کاروباری لوگوں نے اسے دھوکہ دیا۔
سیلاب کی وجہ سے اس کی کچھ زمین بھی ضائع ہو گئی۔
پھر بھی، وہ خود کو امیر محسوس کرتی تھی۔
اس کی رقم نے بہت سے لوگوں کو نئی اور آزاد زندگی شروع کرنے میں مدد دی تھی۔
لیکن کلارا اب بوڑھی ہو رہی تھی۔
اسے اپنی دیکھ بھال کے لیے رقم کی ضرورت تھی۔
جب ابتدائی آباد کار (پائنیرز) بوڑھے ہو جاتے، تو ریاست کولوراڈو اس زمین کو آباد کرنے کے بدلے میں انہیں رقم ادا کرتی تھی۔
اس رقم کو پنشن کہا جاتا تھا۔



جو بھی 1865 سے پہلے کولوراڈو میں آباد ہوا تھا، وہ سرکاری طور پر ایک "پائنیر" (ابتدائی آباد کار) تھا۔
کلارا 1859 میں وہاں پہنچی تھی۔
لیکن جب اس نے اپنی پنشن حاصل کرنے کی کوشش کی، تو اسے کچھ عجیب و غریب اصولوں کا علم ہوا۔

تمام سرکاری پائینیرز (ابتدائی آبادکاروں) کا سفید فام ہونا ضروری تھا۔

اور تمام سرکاری پائینیرز کا مرد ہونا ضروری تھا۔

ایک سیاہ فام عورت پائینیر پنشن حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

کلارا اپنی مہربانی کی وجہ سے مشہور ہو چکی تھی۔

اس نے ہمیشہ ان لوگوں کی مدد کی تھی جو بھوکے تھے، بیمار تھے، یا جن کے ساتھ ان کی رنگت کی وجہ سے برا سلوک کیا جاتا تھا۔

ہر کوئی انہیں "آنٹی" کلارا براؤن کہہ کر پکارتا تھا۔

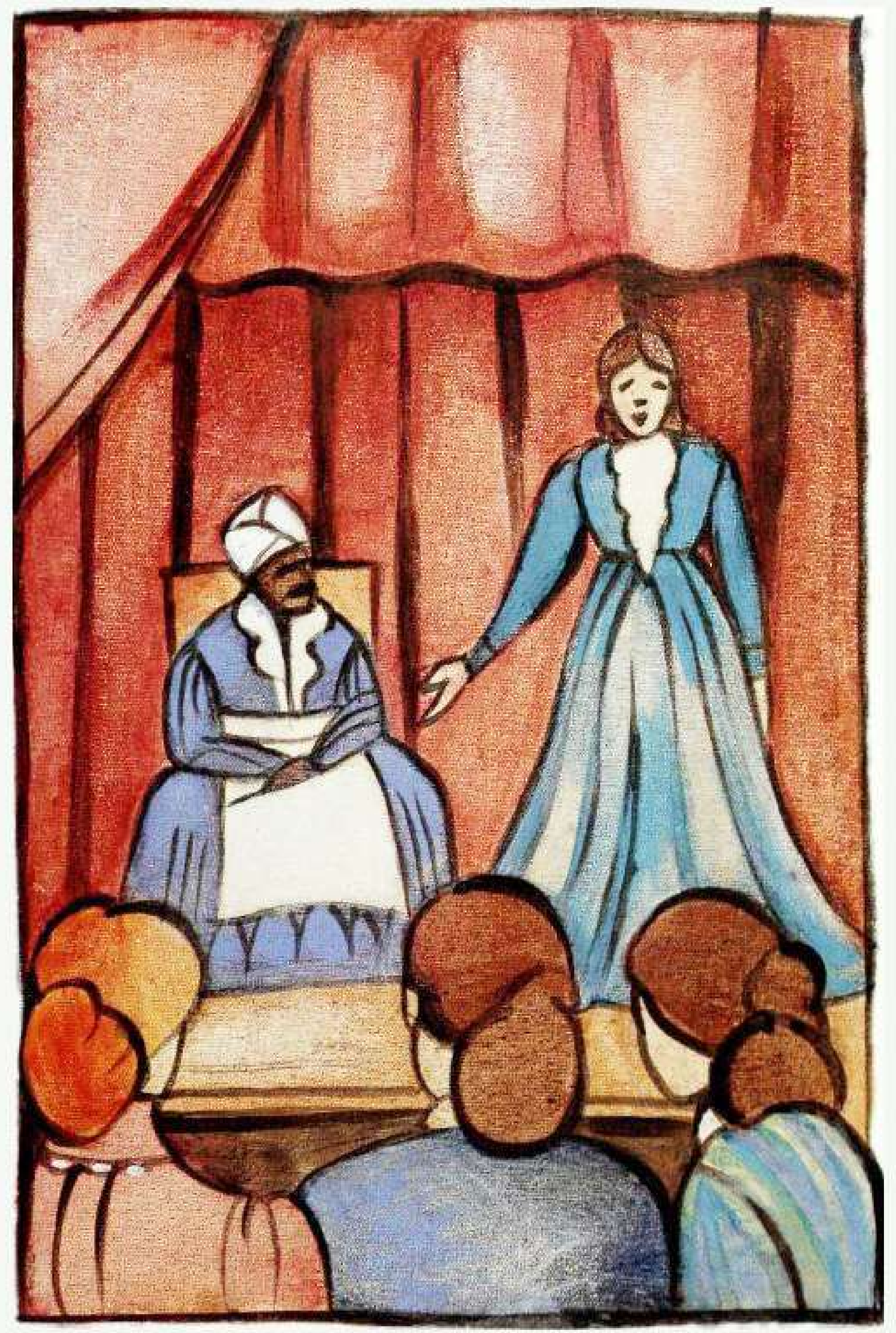
اس بار، مدد مانگنے کی باری کلارا کی تھی۔

کلارا نے اپنے دوستوں سے بات کی۔

ان کا خیال تھا کہ کلارا نے کولوراڈو کے لیے اتنا ہی کام کیا ہے جتنا کہ کسی بھی کان کن (miner) یا رینچر نے کیا تھا۔

انہوں نے اخبارات کو خطوط لکھے۔

انہوں نے سٹی ہال میں کلارا کے مسئلے کے بارے میں تقریریں کیں۔



قوانین تبدیل کر دیے گئے۔

آنٹی کلارا براؤن کولوراڈو کی پہلی سرکاری پائنیئر (ابتدائی آباد کار) بن گئیں جو سفید فام مرد نہیں تھیں۔

انہیں وہ پنشن مل گئی جس کی وہ حقدار تھیں۔





کونسل بلفس، آئیووا

1883

جب کلارا اپنی زندگی کی 80 کی دہائی میں تھیں، انہیں اپنی پرانی دوست بیکی جانسن کا ایک خط ملا۔

بیکی آئیووا (Iowa) منتقل ہو گئی تھی۔

کلارا کی بینائی کم ہو رہی تھی۔

انہوں نے بیکی کی بھیجی ہوئی خبر پڑھنے کے لیے اپنی آنکھیں سکیڑیں۔

لیکن کلارا کے پاس جانے کے لیے کافی پیسے نہیں تھے۔

کلارا کے دوستوں نے یہ خبر سنی۔

انہوں نے اس کے سفر کے لیے رقم جمع کرنے کی خاطر اخبارات میں مضامین لکھے اور عشائیوں (dinners) کا اہتمام کیا۔

آخر کار، بہار کے آغاز میں، کلارا کونسل بلفس، آئیووا (Council Bluffs,Iowa) جانے والی ٹرین میں سوار ہو گئی۔



بیکی کی ملاقات ڈاک خانے (پوسٹ آفس) میں ایک ایسی عورت سے ہوئی تھی جس کا نام ایلیزا جین تھا۔

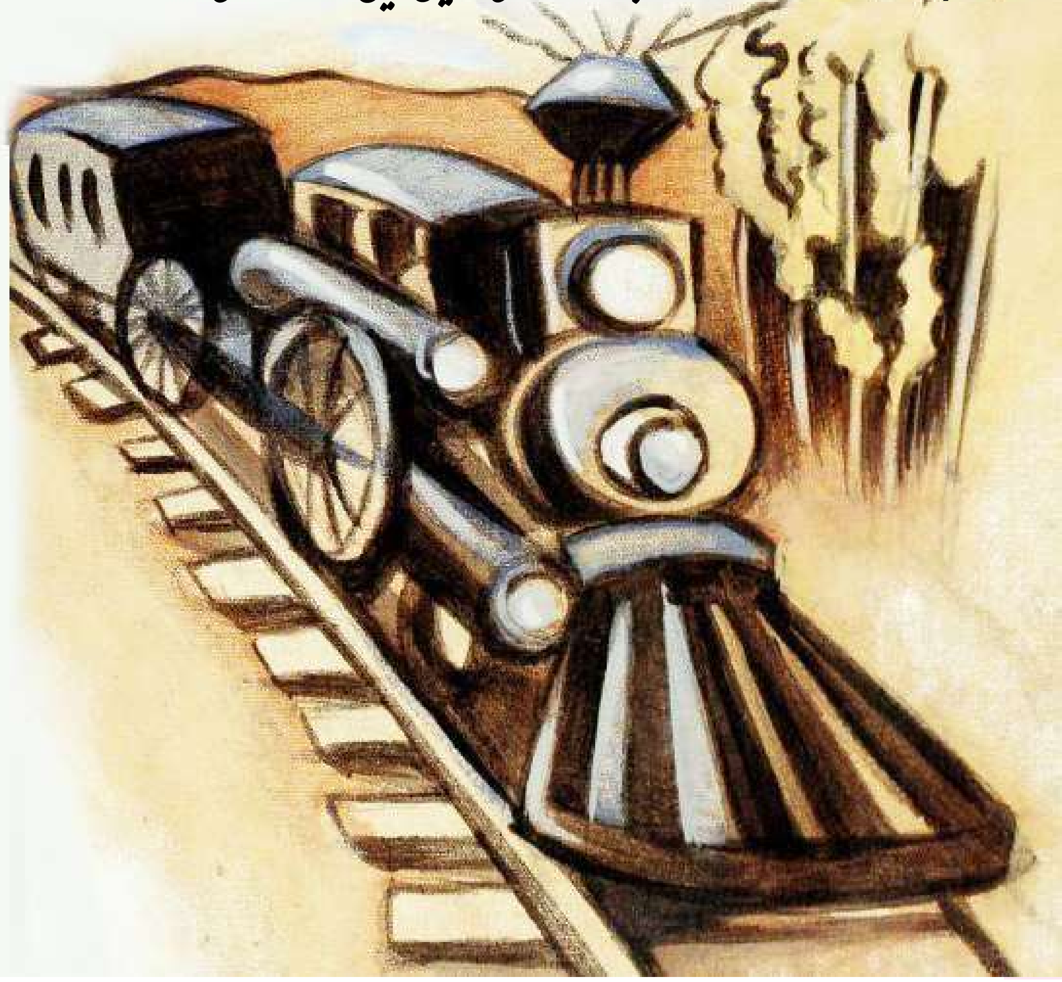
وہ ایک غلام رہ چکی تھی۔

اسے 10 یا 11 سال کی عمر میں اس کی ماں سے الگ کر دیا گیا تھا۔

یہ سن کر کلارا کے دل کی دھڑکن جیسے تھم سی گئی۔

کیا یہ اس کی بیٹی ہو سکتی تھی؟

خط میں لکھا تھا، "فوراً چلی آؤ۔"





کلارا ان تمام سفید فام لوگوں کو دھکا دے کر اسٹیج پر بھاگ جانا چاہتی تھی۔

وہ اپنی چھوٹی بچی کو واپس لینا چاہتی تھی اور اسے اپنے سینے سے لگا کر رکھنا چاہتی تھی۔

اس کے بجائے، ایلیزا جین کو بیچ دیا گیا۔

اسے فارم کے سامان، فرنیچر اور دیگر غلاموں کے ساتھ ایک چھکڑے میں لاد دیا گیا۔

کلارا اور ایلیزا کو آخری بار ایک دوسرے کے گلے لگنے کا موقع بھی نہ ملا۔

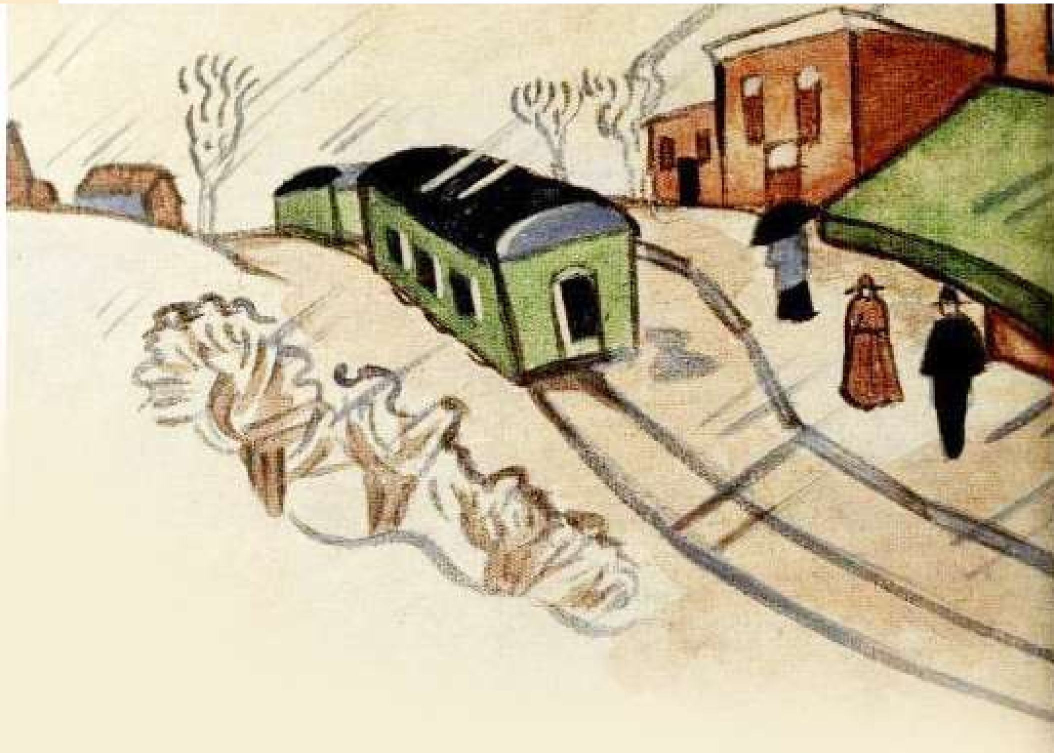
راستے میں، اس کا ذہن 50 سال پہلے کے کینٹکی کی یادوں میں کھو گیا۔

اسے اپنی چھوٹی بچی یاد آئی جو گلابی لباس پہنے فروخت کے لیے اسٹیج پر کھڑی تھی۔

ایلیزا جین اتنی خوفزدہ تھی کہ اس نے ہجوم کے سامنے الٹی کر دی۔

اس بات نے اس کے مالک کو غصہ دلا دیا۔

اگر وہ بیمار لگتی تو اسے اس کے بدلے کم پیسے ملتے۔





کلارا کی ٹرین کونسل بلفس پہنچی۔

وہاں سے، وہ سیکنڈ اسٹریٹ جانے والی ٹرالی میں سوار ہو گئی۔

جیسے جیسے کلارا اپنے سٹاپ کے قریب پہنچ رہی تھی، اس کے دل کی

دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔

تمام مسافر دیکھ سکتے تھے کہ کلارا گھبرائی ہوئی تھی۔

انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ وہ صحیح جگہ پر اترے۔

کلارا ٹرالی سے اتر کر مارچ کی تیز ہوا میں آ گئی۔

اس نے اولوں کے ساتھ ہونے والی بارش (sleet)

میں اپنی آنکھیں سکیڑ کر دیکھنے کی کوشش کی۔



اس خاتون نے شرماتے ہوئے ایک اور قدم آگے بڑھایا۔

پھر کلارا اس کے اتنی قریب آگئی کہ اس کی آنکھیں دیکھ سکے۔

وہ وہی پیاری بھوری آنکھیں تھیں جنہیں کلارا کبھی نہیں بھولی تھی۔

اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔

وہ اپنی چھوٹی بچی کو کہیں بھی پہچان سکتی تھی، چاہے سو سال ہی کیوں نہ گزر گئے ہوتے۔

اس نے ایک طویل القامت، گندمی رنگت کی حامل خاتون کو پانی کے جوہڑوں میں سے اپنی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا۔

اچانک، کلارا کے دل میں ایک خوف پیدا ہوا۔

کیا ہوگا اگر وہ اپنی بیٹی کو پہچان نہ سکی؟

بہت، بہت سال بیت چکے تھے۔

وہ خاتون آہستہ ہوئی اور قریب آگئی۔

کلارا بمشکل اس کی ناک اور اس کی مسکراہٹ پہچان پا رہی تھی۔

کلارا نے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔

ایلیزا جین ان کے گلے لگ گئی۔

کلارا کو ایسا لگا جیسے وہ دنیا کی سب سے امیر ترین خاتون ہوں۔

وہ اپنی ایلیزا جین کو ایک بار پھر اپنی بانہوں میں تھامے ہوئے تھیں۔

اور اس بار، وہ اسے کبھی خود سے دور نہیں ہونے دیں گی۔



پس نوشت (Afterword)



اگست 1885 میں، ڈینور میں "آنٹی" کلارا براؤن کے اعزاز میں ایک ضیافت دی گئی، جو پائنیئر ایسوسی ایشن کی واحد خاتون رکن تھیں۔ سینکڑوں لوگ انہیں مبارکباد دینے آئے: کاروباری لوگ جو کبھی غلام تھے، امیر زمیندار، پرانے دوست، اور یہاں تک کہ ڈینور کے میئر بھی۔

لیکن ایک اور چیز نے اس لمحے کو کلارا کے لیے خوشگوار ترین بنا دیا تھا۔ ایلیزا جین اپنی ماں کے ملنے کے فوراً بعد کولوراڈو میں رہنے کے لیے آ گئی تھی۔ جب کلارا نے اپنی وہیل چیئر پر بیٹھ کر پائنیئر ایوارڈ وصول کیا، تو ایلیزا جین ان کی ایک طرف اور کلارا کی پوتی دوسری طرف کھڑی تھیں۔

دو ماہ بعد، تقریباً 83 سال کی عمر میں، آنٹی کلارا براؤن ڈینور میں اپنے چھوٹے سے سفید گھر میں وفات پا گئیں۔ اتنے زیادہ لوگ ان سے محبت کرتے تھے کہ انہیں باری باری ان کے بستر کے گرد جمع ہو کر گانا پڑا——کیونکہ ایک وقت میں سب کے لیے وہاں جگہ کافی نہیں تھی۔

کتنی متاثر کن اور جذباتی کہانی تھی! کلارا براؤن کی زندگی ہمت، سخاوت اور کبھی نہ ختم ہونے والی امید کی ایک بہترین مثال ہے۔

اہم تاریخیں۔

1802—کلارا ورجینیا میں غلامی میں پیدا ہوئی۔ (اس کی صحیح تاریخ پیدائش غیر یقینی ہے۔)

1805- کینٹکی میں جارج براؤن نامی شخص کو غلام کے طور پر فروخت کیا گیا۔

1820- ایک ساتھی غلام رچرڈ براؤن سے شادی کی۔

1826—بیٹی ایلیزا جین کی پیدائش

1836—ایلیزا جین ایک دوسرے مالک کو فروخت ہوئی۔

1856- کلارا نے اپنی آزادی خرید لی

1859—کولوراڈو میں آمد

1865-1859—زمین خریدی اور دولت کمائی

1865- ایلیزا جین کی تلاش میں کینٹکی گئی۔

1866- آزاد کردہ غلاموں کو کولوراڈو لایا گیا۔

1881- کینٹکی میں پاینیر پنشن حاصل کی۔

1883- ایلیزا جین کے ساتھ دوبارہ مل گئی۔

1885- ڈینور میں آنٹی کلارا براؤن کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

1885- آنٹی کلارا براؤن کولوراڈو میں انتقال کر گئیں۔